نا امیدی

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

نا امیدی جائز نہیں، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دو طرح سے سوئے ظن ہے۔

① نا امید آدمی سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کام نہیں کر سکتا، حالانکہ وہ ہر چیز پر ہر وقت قادر ہے۔

② وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں عیب لگاتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے، کسی بندے پر کسی بھی وقت رحم کر سکتا ہے، اس کی رحمت سے نا امید وہی ہوتا ہے، جو اپنے رب کی معرفت نہیں رکھتا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ إِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾(الحِجر : ٥٦)

''اپنی رب کی رحمت سے نا امید وہی ہوتے ہیں، جو اپنے رب کی معرفت نہیں رکھتے۔''

لہٰذا ضروری ہے کہ اللہ کے ڈر کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت کی امید بھی رکھی جائے۔

نا امیدی کے دو اسباب ہیں:

① ایک تو یہ کہ آدمی اپنی جان پر ظلم اور گناہوں پر جسارت کرتا رہے، ان پر مصر رہے اور گناہوں پر قائم رہنے کا عزم کر لے، پھر اللہ کی رحمت سے امید ختم کر لے، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے رحمت کے اسباب ختم کر دیئے ہیں، آخر کار یہ اس کی عادت بن جاتی ہے، شیطان انسان سے زیادہ سے زیادہ یہی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔

(۲) آدمی اپنے کیے ہوئے جرائم کی وجہ سے خود پر اتنا ڈر طاری کر لے کہ لاعلمی کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اب اللہ اسے معاف نہیں کرے گا، اگر چہ وہ توبہ بھی کر لے، اس طرح وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ وہ گناہوں پر مصر نہ رہے، بلکہ ان کو چھوڑ کر سچی توبہ کر لے، پھر یہ عقیدہ رکھے کہ توبہ سے بڑے سے بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، یہی نا امیدی کا خاتمہ ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁